السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کے جب عورت کے اولاد پیدا ہوتی ہے تو وہ مولود کا ناڑا کاٹ کر اسی گھر میں جہاں وہ پیدا ہوا دفن کرتے ہیں اور کچھ چھلے وغیرہ آگ میں جلاتے ہیں۔ اور مولود کو سوپیلا یعنی چھاج میں لٹاتے ہیں سو یہ درست ہے یا نہیں؟

سوال نمبر 2۔ جب عورتوں کے اولاد پیدا ہوتی ہے تو سوا مہینہ کنواں پر جانا اور اسی کو چھونا برا جانتی ہیں۔ جب خون نفاس سے فارغ ہو جاتی ہیں۔ اور تاریخ ولادت سے چالیس روز گزر جاتے ہیں تو کنویں پر جاتی ہیں اور کنویں میں خواجہ خضر کو سمجھ کر تھوڑا سندور اور چاول اور سر سوا سی کنویں پر کھتی ہیں۔ بعدازاں پانی بھر کر چلی آتی ہیں۔ اس کو کنواں چھونا کہتے ہیں۔ تو اس کا نکاح باقی رہا یا نہیں۔ اور یہ رسم کیسی ہے۔؟

سوال نمبر 3۔ جو عورت ایسا کام کرے اس کا نکاح ٹوٹ جائے تو اس پر طلاق رجعی عائد ہوئی یا نہیں اور وہ عورت کس صورت سے اسی شوہر کے نکاح میں آسکتی ہے۔؟

سوال نمبر 4۔ ایک آدمی نے اپنی عورت کو اسقاط حمل کی دعا دی اس کا حمل گر گیا تو وہ شخص گناہ گار ہوگا یا نہیں؟

5۔ یا اپنی عورت کو ایسی دوا دیتا ہے۔ کہ جس سے حمل نہ رہے اور وہ بانجھ ہو جاوے درست ہے یا نہیں فقط۔

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

جواب۔ 1۔ یہ رسم نادرست اور ناجائز ہے۔ اس واسطے کے محض بے اصل ہے اس کی شرع سے کوئی سند نہیں ہے اور مولود کو سوپیلا میں لٹانا بھی نہیں چاہیے۔ کیونکہ عوام اس فعل کو اس غرض سے کرتے ہیں کہ اس سے مولود زندہ رہے گا۔ لہذا اس فعل سے اجتناب چاہیے۔

جواب۔ 2۔ یہ رسم بالکل جہالت اور ضلالت کی رسم ہے۔ اس سے بھی اجتناب لازم ہے۔ سوا مہینے تک کنویں پر جانے کو اس خیال سے برا سمجھنا کہ کنویں میں خواجہ خضر رہتے ہیں۔ عقل اور نقل دونوں کے خلاف ہے۔ عقل کے خلاف اس وجہ سے ہے کہ جب ایک خاص کنویں میں خضرؑ کا وجود مانا جاوے گا تو اور کنووں میں بھی ان کا وجود ضرور ماننا پڑے گا۔ ورنہ تخصیص بلا مخصص لازم آئے گی۔ اور جب دیگر کنووں میں بھی حضرت خضر کا وجود مانا جائے گا۔ تو بہت سے خضر کا ہونا لزم آئے گا۔ کیونکہ شخص واحد کا ایکوقت میں ممکنہ متعدد جگھوں میں ہونا محال ہے۔ اور حسب تعداد کنووں کے بہت سے خضر کا ہونا اور حسب کمی بیشی کنووں کے خضر کا کم و بیش ہونا بالکل خلاف عقل ہے۔ اور خلاف نقل اس وجہ سے ہے کہ کسی نقلی دلیل سے حضرت خضرؑ کا کنویں میں ثابت نہیں بلکہ کسی دلیل سے اب ان کا موجود ہونا بھی ثابت نہیں بلکہ صحیح بخاری کی اس حدیث سے حضرت خضر علیہ السلام کا زندہ نہ ہونا صاف طور پر ثابت ہے۔

عن عبداللہ بن عمر قال صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلواۃ العشاء فی اخر حیاتہ فلما سلم قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ارایتکم لیلتکم ہذہ فان راس مائۃ سنۃ لا یبقی ممن ہو الیوم علی ظہر الارض احد الحدیث 1

غرض حضرت خضرؑ کو کنویں میں سمجھنا اور تاریخ ولادت سے سوا مہینے تک کنویں پر نہ جانا اور اس کے چھونے کو برا سمجھنا اور چالیس دن گزر جانے کے بعد سندور وغیرہ کنویں پر رکھنا نہایت ہی بری رسم ہے۔ اور سراسر جہالت اور ضلالت کی بات ہے جو عورت ی کنواں چھونے کی رسم کرے گا۔ وہ بلاشبہ گناہ گار ہوگا مگر ہاں اس رسم سے اس کا نکاح نہیں ٹوٹے گا۔

جواب۔ 3۔ جو عورت ایسا کام کرے کے جس کی وجہ سے اس کا نکاح ٹوٹ جائے تو اس۔ طلاق عائد نہیں ہوتی ہے۔

۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنی آخری زندگی میں ایک عشاء کی نماز پڑھائی آپ ﷺ سلام پھیر نے کے بعد کھڑے ہوتے اور فرمایا کہ آج کی رات مجھے معلوم ہوا کے آج سے سو سال تک دنیا کا کوئی انسان موجود نہ رہے گا۔ 1

نہ بائن اور نہ رجعی اور وہ عورت اگر اپنے شوہر کے نکاح میں آنا چاہے تو اس کو چاہیے کہ اس کام سے توبہ کرے اور اس سے نکاح کرے۔

جواب۔ 4۔ اگر نفخ روح کے بعد اسقاط حمل کی دوا دی اور حمل گر گیا تو وہ بالاتفاق گناہ گار ہوگا اور بہت بڑا گناہ گار ہوگا۔ اور قبل نفخ روح کے اسقاط حمل کی دوا دی اور حمل گر گیا تو اس صورت میں جن علماء کے نزدیک عزل ناجائز ہے ان کے نزدیک وہ گناہ گار ہوگا اور جب علماء کے نزدیک عزل جائز ہے ان کے نزدیک گناہ گار نہ ہوگا۔ حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں۔

عزل کے حکم سے یہ مسئلہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جان پڑنے سے پہلے عورت کا حمل گرا دینا بھی جائز ہے۔ اور جو عزل کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک حمل گرانا ناجائز ہے۔ جو عزل کو جائز سمجھتے ہین وہ اس کو بھی جائز سمجھتے ہیں۔ اور جو عزل کو جائز سمجھتے ہیں وہ اسقاط کو ناجائز بھی کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ عزل میں سبب ممانعت کوئی نہیں ہے۔ اور یہاں سبب موجود ہے۔ ابن الہام نے فتح القدیر میں کہا ہے جب تک جان نہ پڑے حمل کا گرا دینا جائز

ہے۔ اورخانیہ میں ہے کہ اسقاط حمل کو مطلقا مباح کہنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ مجرم اگر کسی کا انڈا توڑ ڈالے۔ تو اس پر ضمان ہے کیونکہ وہ شکار کا اصل ہے۔ اور جس صورت میں وہاں جزا ہے باوجود گناہ بھی ہوتا ہے تو بغیر عذر آدمی کے حمل کو گرادینا اس سے کم تو نہیں ہوگا۔ بحر مین کہا ہے کہ خانیہ کی روایت پر عمل کرنا چاہیے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ مسئلہ امام ابو حنیفہ سے ثابت نہیں ہے اسی لئے تو اسے قالوا کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔''

جواب 5۔ ایسی دوا جس سے حمل نہ رہے حکم میں اسقاط قبل از نفخ روح کے ہے پس جن کے نزدیک وہ جائز ہے یہ بھی جائز ہے۔ اور جن کے نزدیک وہ جائز نہیں یہ بھی جائز نہیں۔

(حررہ عبدالرحیم۔ سید محمد نزیر حسین دہلوی۔ فتاویٰ نزیریہ 209)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاویٰ علمائے حدیث]

## جلد 11 ص 348-352

### محدث فتویٰ